بسم اللہ الرحمن الرحیم

إنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً۔ أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنا

آج کی اس نشست کا موضوع ہے توحید حاکمیت ارشاد باری تعالی ہے :أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، ﴿...إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ..۝٤٠﴾ (یوسف:40) اور دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں الفرقان الحکیم میں: أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم﴿...وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۝٤٤﴾ (المائدۃ:44) ۔

توحید حاکمیت کے اعتبار سے چند بنیادی باتیں بیان کرنا ضروری ہیں۔ اور میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اس موضوع کو بہترین طریقے سے بیان کر سکوں، اور آپ ساتھیوں کو توفیق دے کہ آپ آسانی سے اس موضوع کو سمجھ سکیں۔

پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق فیصلہ کرنا دین ہے، ایمان ہے، اور توحید ہے۔ دین اس لیے ہے کہ سارا دین اسلام اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے ہی تو ہیں۔ پوری کی پوری شریعت اللہ تعالی کی نازل کردہ فیصلے ہیں سارے۔ یعنی اس میں توحید ہے، اس میں نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکاۃ ہے، معاملات ہیں، شادی بیاہ ہے، نکاح کے مسائل، طلاق کے مسائل، اس کے بعد خرید وفروخت کے مسائل جتنے بھی ہیں یہ یہ اللہ تعالی کے فیصلے ہیں۔ تو سارے کا سارا دین اللہ کے فیصلے ہی ہیں۔ اور ایمان اس لیے ہے کہ اس کے بغیر مومن کا ایمان نہ مکمل ہے۔ کیوں کہ ایمان صرف زبان کا قول نہیں کہ یہ کہنا میں مومن ہوں، یہ کافی نہیں ایمان کی تعریف کیا ہے؟ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ، وَالتَّصْدِيقُ بِالْجَنَانِ، وعمل بالأركان، يَزِيْدُ بِالطَّاعَةِ، وينقُصُ بالعِصيان: زبان کا قول، دل سے یقین، اور بدن سے عمل، جو فرمانبرداری سے بڑھتا ہے، اور نافرمانی سے کم ہوتا ہے، یہ ایمان کی تعریف ہے، اور اسی پر ہم توحید حاکمیت کو دیکھتے ہیں، تو اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق زندگی گزارنا ہی ایمان کامل کی علامت ہے۔ اور توحید اس لیے ہے کہ توحید کی تینوں قسموں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ توحید ربوبیت، کیوں کہ اللہ تعالی حاکم ہے، اور اپنے فیصلوں سے پوری کائنات کی تدبیر کرتا ہے، توحید الوہیت، یعنی توحید عبادت، اس لیے کیوں کہ جو شخص اللہ کے فیصلوں کے مطابق

زندگی گزارتا ہے، وہ اللہ کی بندگی میں رواں دواں ہوتا ہے، اور اللہ سے ڈرتے ہوئے محبت اور امید کے ساتھ عبادت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر عمل کرتا ہے، تو یہ عین عبادت ہے، اور توحید اسماء وصفات، اللہ حکم ہے، اور حکیم ہے، حکمت والا، نام حکم ہے، اور صفت حکیم ہے۔ حکمت والا ہے۔ تو توحید کی تینوں قسمیں، ہمیں توحید حاکمیت میں مل جاتی ہیں، دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ توحید حاکمیت پوری توحید نہیں، توحید کا ایک حصہ ضرور ہے، لیکن ساری کی ساری توحید نہیں ہے۔ جیسا ابھی میں نے بیان کیا ہے، اس کا شمار تینوں قسموں میں ہوتا ہے، لیکن ساری توحید، صرف توحید حاکمیت نہیں ہے۔ اس لیے جس نے بھی توحید حاکمیت پر بات کرنی ہے، یا اس کو اپنا نصب العین، ایک موضوع بنانا ہے، تو دوسری توحید کو نہیں بھولنا، توحید العبادت، جس کی وجہ سے یا جس کے لیے اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے رسولوں کو بھیجا۔

اور اسی توحید عبادت کے لیے گردنیں قلم ہوئیں۔ اسی توحید عبادت کے لیے عورتیں بیوہ ہوئیں، بچے یتیم ہوئے، اسی توحید عبادت کے لیے حق اور باطل کی آپس میں جنگ رہی۔ کیوں کہ توحید ربوبیت تو مشرکین عرب بھی جانتے تھے، اور توحید اسماء وصفات پر زیادہ جھگڑا نہیں تھا، زیادہ جھگڑا جو تھا ہر نبی کے زمانے میں توحید عبادت پر جھگڑا تھا۔ تو توحید عبادت کو بھی اپنے نصب العین میں رکھنا ہے، جب بھی توحید کی بات کی جائے، اور توحید حاکمیت ایک حصہ ہے۔ یعنی جب ہم بات کریں توحید حاکمیت پر تو یہ ہمیں یہ بھی بات کرنی چاہیے کہ بہت ساری امت کے لوگ تو شرک اکبر پر مر رہے ہیں، تو ان کا بھی ہمیں خیال رکھنا چاہیے ان پر بھی ہمیں بات کرنی چاہیے، یہ نہیں کہ صبح وشام صرف ایک ہی مسئلہ کو پکڑ کر بیٹھ جائیں، اور صرف ایک ہی گروہ کو ہم پکڑ کر بیٹھ جائیں، باقی امت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے، یا امت شرک اکبر پر مر جاتی ہے، تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے، اور اگر پرواہ بھی ہے تو اس مسئلہ کے بعد ہے، پہلے نہیں ہے۔ تو یاد رکھیں اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

تیسری بنیادی بات یہ جاننا ضروری ہے کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی اللہ کے نازل کردہ فیصلوں کے مطابق گزارے۔ یعنی توحید حاکمیت پر عمل کرے۔ چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم ہو، مرد ہو یا عورت ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، امیر ہو یا غریب ہو۔ الغرض جو بھی مکلف ہے، سب پر فرض ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق گزارے، اور صرف ایک گروہ پر اس مسئلہ کو فرض کر دینا اور ہمیشہ صرف اسی کا ذکر کرنا، اور اسی کا رد کرنا، یہ انصاف کی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس مسئلہ میں سب شامل ہیں جو بھی اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے، سب کی تردید کرنی چاہیے اور سب کو راہ حق کی طرف بلانا چاہیے اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمران پر ذمہ داری زیادہ عائدہ ہوتی ہے۔ لیکن انصاف کے نقطہ نظر سے سب کو آگاہ کرنا چاہیے۔

چوتھی بنیادی بات، اگر حکمران، اب بات کیوں کہ جھگڑا زیادہ حکمران کے معاملہ میں ہے، اگرچہ انصاف کی بات یہ ہے کہ ہر گناہ گار، فاسق ہو فاجر ہو بدعتی ہو یا جو بھی گناہ کرنے والا شخص ہے، کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا شخص ہے وہ بھی دیکھا جائے تو اللہ کے فیصلوں پر عمل نہیں کر رہا، اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف ہی عمل کر رہا ہے، اللہ نے زنا کو حرام کر دیا ہے، یہ شخص زانی ہے تو کیا اس نے اللہ کے

فیصلے پر عمل کیا ہے، نہیں اس نے بھی اللہ کے فیصلے پر عمل نہیں کیا ہے۔ لیکن چونکہ جھگڑا زیادہ حکمرانوں کے مسئلے میں ہے، توحید حاکمیت کا جب بھی نعرہ لگتا ہے، تو حکمران کو ہمیشہ بیچ میں لایا جاتا ہے، تو حکمران کے معاملے میں جب وہ اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے، اہل قبلہ کے تین گروہ ہوئے ہیں۔ اہل قبلہ تین گروہوں میں بٹ گیا ہے۔

1) نمبر ایک خوارج کا گروہ، اس گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جب کوئی بھی حکمران اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، مکمل طور پر، اس کا ایمان ذرہ برابر بھی اس کے دل میں نہیں رہتا، کافر ہے، کفر اکبر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور یہ گروہ نکلا تھا سیدنا علی بن طالب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، اور ان کا سب سے پہلا نعرہ کیا تھا ان ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾۔ جو آیت کریمہ میں نے بیان کی، کہ فیصلہ صرف اور صرف اللہ کے لیے ہے، اسے کہتے ہیں توحید حاکمیت۔ جب لوگوں نے اپنے فیصلے بیان کیے، قرآن کے فیصلوں کو چھوڑ دیا، تو انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا، اور نعوذ باللہ، کفر کا فتوی لگایا گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان پر، اور ان صحابہ پر جو ان کے ساتھ شامل تھے اس فیصلے میں جو مشہور ہے، جس فیصلے کی وجہ سے جنگ صفین روک دی گئی۔ اور یہ گروہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا، اس گروہ کے خلاف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی اور یہ گروہ یاد رکھیں ہر دور میں موجود تھا اور آج کے دور میں بھی موجود ہے۔ اگرچہ سارے کے سارے تعلیمات وہ نہیں یعنی پچھلے زمانے میں صحابہ کو کافر کہتے تھے، آج کافر نہیں کہتے، لیکن اس گروہ کی خاص نشانیاں ہیں، اس وقت میرا موضوع نہیں ہے درس کا، کہ میں ان کی نشانیاں بیان کروں، نمبر ایک حکمران کافر ہے، اگر وہ اللہ تعالی کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے۔ نمبر دو کوئی بھی مسلمان گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے، تو وہ بھی کافر ہے، کوئی بھی مسلمان گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے، زنا کرے، سود کھائے، شراب پیئے، قتل کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، کافر ہے کفر اکبر ہے۔ اور بھی بہت سی نشانیاں ہیں لیکن ان دو نشانیوں پر ہم بات کرتے ہیں۔ جو آج بھی ہمیں نظر آتی ہیں۔

پہلی نشانی کہ حکمران کافر ہوتا ہے آج بھی نعرہ لگتا ہے کہ جس حکمران نے اللہ تعالی کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا وہ کافر ہے، اور جو مسلمان زانی ہے یا شرابی ہے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے، تو دوسرا گروہ ہے مرجئہ کا۔

مرجئہ کا عقیدہ:

مرجئہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جب کوئی بھی حکمران اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے تو ایسا حکمران جو ہے مومن ہے اور اس کا ایمان کامل ہے۔ اس کے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا، اور سب سے پہلے جو یہ ارجاء لے کر آیا تھا کون تھا؟ مرجئہ عقیدے کی تاریخ جانتے ہیں آپ کس نے نعرہ لگایا ارجاء کا، الجھم بن صفوان جس کی وفات ۱۲۸ ہجری میں ہوئی وہ میں نے بتایا تھا چار چیزیں لے کر آیا، اس کے عقیدے میں چار چیزیں تھیں۔

① اللہ کی اسماء وصفات کا انکار، ② جبر کا عقیدہ، کہ انسان اپنے عمل پر مجبور ہے، ③ ارجاء ارجائی کا عقیدہ کہ عمل کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں، جو بھی ہم اعمال کرتے ہیں ایمان سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، تو اس لئے جو گناہ کبیرہ کرنے والے ہیں، تو اس کا ایمان سے تعلق نہیں ہے تو ان کا ایمان کامل ہے، یعنی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آج کے فاسق وفاجر اور زانی دونوں کا ایمان برابر برابر ہے اور یہ بھی گروہ بھی باطل پر ہے، جیسا کہ پہلا گروہ باطل پر تھا۔

تیسرا گروہ ہے اہل سنت جماعت، اور اہل سنت والجماعت یہ فرماتے ہیں اس باب میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی بھی حکمران اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے تو اس پر جلدی سے فیصلہ نہیں لگایا جاتا، نہ کفر کا، اور نہ ہی ایمان کامل کا، جب تک کہ تفصیل نہ بیان کی جائے۔ تو اس کی تفصیل بہت ضروری ہے، اور یہ تفصیل جاننے کے بعد پھر حکم پیش کیا جاتا ہے، تو اب آتے ہیں اس تفصیل کی طرف۔ بنیادی باتیں میں بیان کر چکا ہوں۔ چار بنیادی باتیں یاد رکھیں۔

اب تفصیل کیا ہے؟ تفصیل یہ ہے، جب بھی کوئی حکمران فیصلہ کرتا ہے، یہ عام بات سمجھ لیں پہلے کوئی بھی فیصلہ تو اس کی دو صورتیں ہیں، نمبر ایک اللہ کے فیصلے کے مطابق ہو، تو یہی حق اور مقصود ہے، اگر حکمران کہتا ہے کہ چور کی سزا یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنا چاہیے، شرطیں پوری ہو گئیں تو الحمد للہ یہی حق ہے، اور یہی مقصود ہے، اور ایسا حکمران اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے، یہ حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے۔ یعنی ہاتھ چور کے نہیں کاٹنے بلکہ دو مہینے کی سزا دینی ہے، اب یہاں پر اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ ایسے حکمران پر کیا حکم ہے؟ تو یاد رکھیں اس کی دو صورتیں ہیں ایسے حکمران کی دو صورتیں ہیں، دو حالتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ اس فیصلے کو جو اس نے نافذ کیا اور اللہ کے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا، چلو پہلے یہ بیان کر دیتا ہوں۔ پہلے کفر کی بات کرتے ہیں پھر دوسرا جو ہے تا کہ بات آسان ہو جائے۔ اس کی چھ صورتیں ہیں سننے والے کو مشکل ہو جائے گی۔ اب حکمران نے فیصلہ کیا اور فیصلہ ثابت ہوا اللہ کے فیصلے کے خلاف، اس کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت اس فیصلہ کو جو اس نے نافذ کیا اور اللہ کے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا لیکن اسے یقین ہے کہ یہ فیصلہ جائز ہے، جو اس نے کیا ہے یا اللہ تعالی کے فیصلے سے بہتر اور افضل ہے، یا اللہ کے فیصلے کے برابر ہے، یا اسے جاننے کے بعد یقین کرنے کے بعد جھٹلا دے، یا اسے بغیر جاننے کے جھٹلا دے۔ یا نمبر چھ اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلوں کو ہٹا کر اپنا فیصلہ اس کی جگہ پر بیان کر دے، اور اسے شریعت کی طرف منسوب کر دے، یہ جتنی بھی صورتیں میں نے بیان کی ہیں چھ صورتیں ہیں یہ، یہ ساری کی ساری کفر اکبر کی صورتیں ہیں، ایسا حکمران دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

اور دوسری صورت تفصیل میں بعد میں بیان کرتا ہوں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اس حکمران نے جس نے یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ فیصلہ اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف ثابت ہوا، یہ حکمران اسے یقین ہے کہ جو اس نے کیا ہے وہ جائز نہیں، اور نہ ہی شریعت کے فیصلے سے بہتر ہے، اور نہ ہی برابر ہے، اور نہ ہی اس نے جھٹلایا ہے، اور نہ ہی اسے شریعت کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن اس نے ایسا

عمل کیوں کیا؟ دنیا کے لیے، اپنی کرسی کے لیے، یا کسی اور مفاد کے لیے تفصیل آگے بیان کرتا ہوں میں۔ تو ایسا حکمران کبیرہ گناہ کا مرتکب ضرور ہے، لیکن کافر نہیں ہے، دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہے، کفر اصغر کا مرتکب ضرور ہے، کفر اکبر کا مرتکب نہیں ہے۔ اب تفصیل دیکھتے ہیں۔ ان صورتوں کی، ٹوٹل کتنی صورتیں ہو گئی، نو صورتیں چھ اور اس کی تین صورتیں ہیں آگے میں بیان کروں گا۔ اور ایک دسویں صورت ہے میں ابھی بیان کر دیتا ہوں ایک ایسا حکمران ہے جس نے فیصلہ کیا اور اس کا فیصلہ شریعت کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے مخالف ثابت ہوا، لیکن وہ اجر و ثواب کا مستحق ضرور ہے۔ ایسی بھی صورت کبھی ہو سکتی ہے کیا؟ جی ہاں ایک صورت ہے، اور یہ کہ اگر یہ حکمران مجتہد ہے، جس نے اجتہاد کیا ایک فیصلے پر اور اس نے وہ فیصلہ بیان کر دیا اور وہ ثابت ہوا کہ یہ فیصلہ جو ہے یہ شریعت کے مخالف ہے، وہ کوئی اہل اجتہاد میں سے تھا عالم تھا، کیا حکمران علماء نہیں گزرے کیا؟، گزرے ہیں۔ تو اگر اس کا یہ فیصلہ جو اس نے نافذ کیا، وہ شریعت کے خلاف ثابت ہوا کیوں کہ وہ مجتہد تھا تو اسے ایک اجر ضرور ملے گا اجتہاد کا۔ تو اس پر ہم بات نہیں کریں گے، اس کی دلیل مشہور حدیث نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی فیصلہ کرنے والا حاکم اجتہاد کرے اور فیصلہ کرے اور اگر اس کا اجتہاد صحیح ثابت ہو جائے تو اس کو دگنا اجر ہے، اگر اس کا اجر غلط ثابت ہو تو اس کو ایک اجر ضرور ملے گا۔

آتے ہیں اپنی ان صورتوں کی طرف، کفر اکبر کی چھ صورتیں ہیں، جب کوئی حکمران اللہ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرتا ہے، تو اس کی کفر اکبر ہونے کی چھ صورتیں ہیں:

1) پہلی صورت اگر اپنے فیصلے کو جو اللہ کے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا، اسے جائز سمجھے۔ جو میں نے یہ قانون نافذ کیا کہ ہاتھ نہیں کاٹنے چور کے بلکہ دو مہینے سزا دینی ہے جیل میں، یہ فیصلہ جائز ہے، اسے کہتے ہیں استحلال۔ اور اس کے کفر اکبر ہونے پر اجماع ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر انسان جب کسی حرام چیز کو حلال کر دے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہو یا کسی حلال چیز کو حرام کر دے جس کے حلال ہونے پر اجماع ہو یا اس شرع کو تبدیل کر دے جس پر اجماع ہو تو وہ کافر اور مرتد ہو گا اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے، اور ایسے شخص پر اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا ایک قول کے مطابق: ﴿...وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ (المائدۃ:44) یعنی یہ وہ شخص ہے جو اللہ کے فیصلے کو جائز سمجھتا ہے، فتاوی ابن تیمیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۶۷ اور شیخ بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: علماء کا اجماع ہے، اس شخص کے کافر ہونے پر جس نے کسی حرام چیز کو حلال سمجھا، جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے، یا حلال کو حرام سمجھا جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ فتاوی بن باز جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۳۰۔ یہ پہلی صورت ہے کفر اکبر کی۔

تھوڑا سا الرٹ ہو جائیں آگے سارے حوالے علماء کے اقوال سارے آ رہے ہیں ہر ایک ایک حالت کے ساتھ،

2) دوسری حالت یہ ہے اگر اپنے فیصلے کو جو اللہ کے فیصلے کے خلاف ہے، اسے اللہ کے فیصلے سے بہتر اور افضل سمجھے، اسے کہتے ہیں تفضیل۔ اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿... وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (المائدۃ:50)۔ شیخ بن

باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے اللہ تعالی کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا، یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا فیصلہ اللہ کے فیصلے سے بہتر ہے، تو وہ کافر ہے، سب مسلمانوں کے ہاں، سب مسلمانوں کہا کے ہاں یعنی اجماع ہے۔ فتاوی بن باز جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۱۶، اور کفر اکبر اس لیے ہے کہ اس نے قرآن مجید کی اس آیت کو بھی جھٹلایا۔

3) نمبر تین تیسری صورت، اگر اپنے فیصلے کو جو اللہ کے فیصلے کے خلاف اسے اللہ کے فیصلے کے برابر سمجھے، اسے مساوات کہتے ہیں، برابری کہتے ہیں۔ دلیل:

نمبر ایک - کیوں کہ اس نے قرآن مجید کی اس آیت کو جھٹلایا، جو ابھی میں نے بیان کی: ﴿... وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝٥٠﴾

نمبر دو- شیخ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے یہ یقین کیا کہ وہ قوانین اور فیصلے جنہیں لوگ بناتے ہیں شریعت اسلام سے بہتر ہیں یا اس کے برابر ہیں یا ان کی طرف لوٹ کر فیصلہ کرنا جائز ہے، تو وہ کافر ہے، فتاوی بن باز جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۳۲۔

4) چوتھی صورت اگر اللہ تعالی کے فیصلے کو جاننے اور یقین کرنے کے بعد، اسے جھٹلا دے، اسے جحود کہتے ہیں۔ دلیل اجماع ہے شیخ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور اسی طرح اس کے حق میں جس نے کسی چیز کو جھٹلا دیا، جسے اللہ تعالی نے واجب کر دیا، تو بے شک وہ کافر اور مرتد ہے، اگرچہ وہ اسلام کا دعوی کرے، اس پر اہل علم کا اجماع ہے، فتاوی بن باز جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۷۸۔

5) پانچویں صورت اگر اللہ کے فیصلے کو جھٹلا دے بغیر یقین کے، بغیر جاننے کے اسے تکذیب کہتے ہیں۔ جھٹلانا۔ یہ بھی کفر اکبر ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہر جھٹلانے والا جس نے اس چیز کو جھٹلایا جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے تو وہ کافر ہے، فتاوی ابن تیمیہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۸۹۔ ہر جھٹلانے والا جس نے اس چیز کو جھٹلایا جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے، جس نے جحود کیا، دیکھیں اردو زبان میں جب ہم ترجمہ کرتے ہیں، تو جحود کا اور تکذیب کا فرق ظاہر نہیں ہوتا، تو دونوں میں فرق یہ ہے کہ جحود ہوتا ہے جب آپ کو پتہ چل گیا، یقین ہے اس کے بعد جھٹلایا، اس کو جحود کہتے ہیں اگرچہ اردو میں ہم صرف جھٹلانا ہی کہتے ہیں، جاننے کے بعد جھٹلانا جحود ہوتا ہے، اور ویسے جھٹلانا اس کو تکذیب کہتے ہیں۔ یعنی یہ جو آیت ہے میں نہیں مانتا اسے، تو آپ نے جھٹلایا، ایک مسلمان ہے اس کو آیت کا یقین بھی ہے کہ اللہ کا فرمان ہے، لیکن پھر بھی اسے جھٹلا دے کہ اس کا یہ مطلب ہے، میں نہیں مانتا کہ اللہ کا اس آیت سے یہ مقصد ہے۔ ہر جھٹلانے والا جس نے اس چیز کو جھٹلایا جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے تو وہ کافر ہے، فتاوی ابن باز جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۹ اور علامہ بن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کفر تکذیب یہ ہے کہ یقین کرنا کہ پیغمبر جھوٹے ہیں، نعوذ باللہ۔ یہ مدار السالکین جلد ۱ صفحہ ۳۴۶۔

6) صورت نمبر چھ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کفر تکذیب یہ ہے کہ یہ یقین کرنا کہ پیغمبر جھوٹے ہیں نعوذ باللہ یعنی جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام لے کر آئے ہیں، انہوں نے جھوٹ بولا چاہے ایک حدیث میں ہو کہ یہ حدیث جھوٹی ہے، یا جو نبی ﷺ لے کر آتے

ہیں، شریعت لے کر آتے ہیں، ان کو جھٹلانا دونوں برابر ہیں۔ یہ بتا رہا ہوں دیکھیں اردو میں دونوں جھٹلانا ہے، تکذیب ہوتا ہے کہ آپ نے اس پر یقین نہیں کیا، کہ یہ اللہ کا حکم ہے، ایک کافر ہے، اسے جھٹلا دیتا ہے۔ ایک شخص جانتا ہے کہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے، اسے جاننے کے بعد جھٹلاتا ہے تو جحود کہتے ہیں ایک شخص جو ہے اس نے مانا ہی نہیں وہ مانتا ہی نہیں کہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے یا حدیث کا یہ مقصد ہے، تو اگرچہ یہ بھی جھٹلانا ہی ہوتا ہے تو اس کا نام جو ہے علمائے اصول کے نزدیک اسے تکذیب کہتے ہیں، اسے جحود کہتے ہیں۔ حقیقت دیکھا جائے تو بات ایک ہی ہے، یہ بھی کافر، وہ بھی کافر، لیکن چونکہ ایک اور صورت پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے علمائے اصول نے اس کا فرق واضح کیا ہے۔

نمبر چھ چھٹی صورت اگر اللہ کے فیصلے کی خلاف فیصلہ کرے اور دعویٰ کرے کہ یہی اللہ کا فیصلہ ہے یعنی اسے شریعت کی طرف منسوب کرے، مثال وہی کہ چور نے چوری کی، ثابت ہو گیا، قاضی کے سامنے شرطیں بھی ثابت ہو گئیں، شریعت کا کیا حکم ہے؟، دائیں ہاتھ کو کاٹنے چاہیے اس مٹھی کے جوڑ سے۔ اب یہ حکمران کہتا ہے کہ نہیں اس کو دو مہینے کے سزا دے دیں قید کر دیں، جیل میں، اور یہ کہتے ہیں کہ یہی شریعت کا فیصلہ ہے۔ اب یہاں پر اس نے اس فیصلے کو جو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ نہیں ہے، شریعت کی طرف منسوب کر دیا اسے کہتے ہیں تبدیل۔ اور یہ بھی کفر اکبر ہے۔ اگرچہ صرف ایک ہی مسئلہ میں تبدیلی کیوں نا ہو، یہ نہیں کہ سارے فیصلے وہ یہ کہے یہ شریعت کی طرف منسوب ہیں، یعنی اگر اس نے ایک بھی فیصلہ شریعت کی طرف منسوب کر دیا اور وہ شریعت میں سے نہ ہو تو ایسا شخص بھی کافر ہے۔ اس کی دلیل میں اجماع ہے، آیتیں بھی بہت ہیں، احادیث بھی ہیں، لیکن میں اجماع اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ علماء نے اس کو کیسے سمجھا ہے، سلفیت کا یہی طریق ہے۔ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور انسان جب کسی حرام چیز کو حلال کر دے، جس کے حرام ہونے پر اجماع ہو، اور حلال چیز کو حرام کر دے جس کے حلال ہونے پر اجماع ہو یا اس شرع کو تبدیل کر دے۔ جس پر اجماع ہو۔ تو وہ کافر مرتد ہو گا جس پر فقہائے اسلام کا اتفاق ہے، فتاوی ابن تیمیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۷، تو یہاں پر اس صورت میں جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلہ نہیں ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا۔ تبدیل کرنا، تو یہ چھ صورتیں ہیں کفر اکبر کی۔

اب یہاں پر دو بنیادی باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں:

نمبر ایک- یہ سب امور اعتقادی امور ہیں، جن کا تعلق دل سے ہے، یعنی اگر کوئی بھی حکمران یہ عقیدہ رکھتا ہے جو میں نے بیان کیا ابھی، ان کا یہ عقیدہ ہے، لیکن وہ فیصلہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، اس کا عقیدہ ہے، کہ چور کی سزا جو ہے ہاتھ کاٹنا نہیں ہے، چور کی سزا جو ہے وہ ہے دو مہینے کی سزا، میں اسے ہاتھ کاٹنے سے بہتر سمجھتا ہوں، اور اسی پر یقین ہے، لیکن وہ لوگوں کے ڈر سے ہاتھ کاٹتا ہے، تو کیا مسلمان ہے؟، نہیں یاد رکھیں، کیوں؟، کیوں کہ عبرت اس کی زبان کا قول نہیں اس وقت، عبرت اس کا عقیدہ ہے، ہم ظاہر آ گیا کہیں گے؟، ظاہرا ہم جو دیکھ رہے ہیں، وہی کہیں گے، ظاہر ہے اس نے ہاتھ کاٹا ہے، ہمارے نزدیک اس نے شریعت کے مطابق فیصلہ کیا ہے، اب جو اس کے دل میں ہے وہ رب جانتا ہے، اس کے دل میں کیا ہے۔ ہمارے نزدیک تو وہ مسلمان ہے کیوں کہ

اس نے شریعت کے مطابق فیصلہ کیا ہے، میں اس لیے بیان کر رہا ہوں کیوں کہ عقیدے کے جتنے مسائل ہیں اس تعلق دل سے ہوتا ہے۔

دوسری صورت اس کے بر عکس ہے۔ یعنی کیوں کہ ان امور کا تعلق دل سے ہے، اور کوئی بھی حکمران ساری چیزوں میں پر عمل جتنی چھ عقیدے میں نے بیان کیے ہیں ان سب میں سے ایک کا عقیدہ رکھتا ہے، اور اس نے فیصلہ کیا اللہ کے فیصلے کے خلاف، تو ہم اسے کہیں گے یہ کفرا کبر ہے؟، نہیں کہیں گے، جب تک کہ وہ اپنی زبان سے اس کو ظاہر نہیں کرتا، کیوں؟ کیوں کہ دل کی بات اللہ جانتا ہے، اس کا عقیدہ کیا ہے؟، اللہ تعالی جانتا ہے۔ تو یہ دو باتیں اہم ہیں ان کو سمجھ لینا بہت ضروری ہے، جو پہلی بات ہے وہ اللہ کے سپرد ہے، ہم نہیں جانتے، جو دوسری بات ہے، اس نے فیصلہ تو کیا، ہاتھ تو چور کے نہیں کاٹے لیکن دو مہینے کی سزا دی، اگر اس نے اعلان کیا کہ یہ اس سے بہتر ہے، اور کرنے والوں نے کیا بھی ہے، جو کرنے والا جس نے کیا ہے تو یہ سب حکمرانوں پر نہیں ہے، یہ ایک معین کیس ہے، ایک معین قضیہ ہے۔ اس کے اوپر الگ سے ہم حکم جاری کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی نے اس کا اعلان نہیں کیا اور اس نے صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا کو تبدیل کر کے نہیں لاگو کیا، بلکہ دنیاوی سزا نافذ کر دی، اور اس نے زبان سے بھی اس کا اقرار نہیں کیا، وہ کہتا ہے، اس سے پوچھیں یہ کیوں کیا؟۔ وہ کہتا ہے میں نے کرسی کے لیے کیا۔ یا کہتا ہے دنیاوی مسئلے کے لیے میں نے کیا ہے۔ تو یاد رکھیں ایسا حکمران کافر، کفرا کبر نہیں ہے، کیوں کہ یہ اعتقادی مسائل ہیں، اعتقادی مسائل کا سارادارو مدار دل سے ہوتا ہے، اور دل کے مسئلے صرف اللہ جانتا ہے۔ تفصیل اس کی بھی آگے آرہی ہے۔

اب آتے ہیں دوسری صورت جو کفر اصغر کی صورت ہے، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس فیصلے کو جو اس نے نافذ کیا، اور اللہ کے فیصلے کے خلاف ہے، اور اسے یقین ہے کہ یہ فیصلہ جائز نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے بہتر اور افضل بھی نہیں، اور اللہ کے فیصلے کے برابر بھی نہیں، اور نہ ہی اسے جھٹلایا، اور نہ ہی تکذیب اور جحود بھی نہیں، اور نہ ہی اس فیصلے کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کیا، نہ دین کی طرف منسوب کیا، لیکن اس نے یہ غلط فیصلہ صرف دنیاوی شہوت کے لیے کیا ہے، تو یہ کفر اصغر ہے۔ کفرا کبر نہیں۔اس کی تین صورتیں ہیں۔

① نمبر ایک اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے لیکن اس نئے فیصلے کو شریعت کی طرف منسوب نہ کرے، اور نہ اسے یقین ہے کہ یہ فیصلہ جائز ہے، اور نہ ہی شریعت کے فیصلے سے بہتر ہے، اور نہ ہی اس کے برابر ہے، اور نہ ہی اسے جھٹلاتا ہے، اسے کہتے ہیں، استبدلال، وہ تھا تبدیل، یہ ہے استبدلال، تبدیل میں کیا ہے؟، ایک نیا فیصلہ ہے شریعت کے خلاف ہے، اور اس کو شریعت کی طرف منسوب بھی کرنا ہے۔ یہ تو کفرا کبر ہے، لیکن ایک شخص ہے حکمران ہے، اس نے نیا فیصلہ تو بیان کیا ہے، اور اسے نافذ بھی کیا ہے، لیکن شریعت کی طرف منسوب نہیں کیا، پوچھا جائے کہ یہاں یہ کہاں سے لے کر آئے ہو؟، اس نے کہا یہ شریعت میں سے نہیں ہے، میری طرف سے ہے۔ یا فلاں کوئی حکمت والا شخص تھا، عقل والا شخص تھا اس سے میں نے لیا ہے، یا کسی بھی اپنے باپ دادا کے

اقوال یا اپنا جو جرگہ ہے، جہاں سے بھی وہ لے کر آیا ہے، اسے شریعت کی طرف منسوب نہیں کرتا، فیصلہ تبدیل ہوا یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تبدیل ہو گیا۔ لیکن اس نے شریعت کی طرف منسوب نہیں کیا، تو تبدیل اسے تبدیل نہیں استبدلال کہا جاتا ہے، یہ دو لفظوں میں فرق یہ ہے، تبدیل کفر اکبر ہے، جان بوجھ کر اس نے ایسا کیا، یہاں پر جان بوجھ کر اس نے فیصلہ تو تبدیل کیا ہے، لیکن شریعت کی طرف منسوب نہیں کیا۔ اور یہ کفر اصغر ہے، اس کی دلیل کیا ہے کہ یہ کفر اصغر ہے؟ اس پر بھی اجماع ہے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ جس نے بھی فیصلہ کرتے وقت ظلم اور ناانصافی کی تو یہ کبیرہ گناہ گناہوں میں سے ہے، جس نے جان بوجھ کر جانتے ہوئے ایسا کیا۔ التمہید جلد ۱۶ صفحہ ۳۵۸۔

② دوسری صورت کفر اصغر کی، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے اپنے قانون سے جو اس نے خود بنایا ہے، اب کسی جرگہ سے نہیں کسی سے نہیں لیا، اس نے خود اپنی عقل سے قانون بنایا، اور اسے یقین ہے کہ اس کا یہ نیا فیصلہ جو شریعت کے مخالف ہے، اور نیا قانون یہ جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی شریعت کے قانون سے فیصلے سے بہتر ہے، اور نہ ہی اس کے برابر ہے، اور نہ ہی اسے جھٹلاتا ہے، اور نہ ہی اسے شریعت کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اسے کہتے ہیں تقنین، قانون سازی، اور یہ بھی کفر اصغر ہے، کیوں کہ کفر اکبر کی کوئی دلیل ہی نہیں، کفر اصغر کیوں ہے، گناہ کبیرہ کیوں ہے؟، کیوں کہ اس نے شریعت کے مخالف عمل کیا ہے۔ اللہ کے فیصلے کے مخالف فیصلہ کیا ہے۔ اور جو آیات ہیں یاد رکھیں: ﴿...وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾﴾ (المائدۃ: 44) اس کے بعد پھر ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾﴾ (المائدۃ: 45) پھر ﴿ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤٧﴾﴾ (المائدۃ: 47) تو گناہ ایک ہی ہے، حکم تین مختلف ہیں، ﴿ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ﴾ تینوں نے اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا ہے، لیکن تینوں کا حکم مختلف ہے، ایک کفر ہے، کفر اکبر۔ اگر آپ سمجھتے بھی ہیں کفر اکبر ہے، جیسا آگے تفصیل آئے گی تو باقی جو دو ہیں ظلم ہیں اور فسق ہیں جو کفر اصغر ہیں، ٹھیک ہے۔

③ تیسری صورت اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے اپنے قانون سے جو اسے پسند ہے، اور اس قانون اور فیصلے کو اپنے ماتحت سب عوام پر نافذ کر دے۔ اور لوگوں پر لازم کر دے اور جو اس سے ترک کرے اس کو سزا دے۔ لیکن اس کا یہ یقین ہے کہ اس کا قانون جو اس نے ابھی نافذ کیا ہے وہ جائز نہیں ہے، اور نہ ہی شریعت کے فیصلے کے برابر ہے، اور نہ ہی اس سے بہتر ہے، اور نہ ہی اسے جھٹلاتا ہے، اور نہ ہی شریعت کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اس کہتے ہیں تشریع عام، اور یہ صورت محققین علماء کے نزدیک کفر اصغر ہے، اکبر نہیں۔ کیوں کہ اس کے کفر اکبر ہونے کی صراحتاً کوئی دلیل نہیں ہے، اور بغیر دلیل کے کوئی حکم نافذ نہیں کیا جاتا، اور خاص طور پر کفر اکبر کے مسئلے میں، اور اسی صورت میں اہل سنت والجماعت کے بعض علماء کا اختلاف ہوا۔ اسی صورت میں۔ یہاں پر

بدعتی فرقے ختم ہوگئے، تشریع عام ایک حکمران ہے،اس نے سارے کے سارے فیصلے جو ہیں، تبدیل کیے۔اور لوگوں پر لازم کردیا کہ اس پر عمل کرو، جیسا کہ آج کل کے بعض اسلامی ملکوں میں آپ کو نظر آتا ہے یہ۔تو کیا ایسا حکمران کافر کفر اکبر ہے، یا کفر اصغر ہے۔ اہل سنت والجماعت کے علماء کا اس میں اختلاف ہے، بعض علماء نے یہ کہا کہ کفر اصغر ہے،اور بعض نے کہا کہ کفر اکبر ہے،اب اس کی وضاحت سماعت فرمائیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ ایک نوٹ ہے سمجھنے کے لیے یہ اس لیے میں بار بار میں نے دہرایا ہے، کہ اس کا یہ یقین ہے کہ جو قانون اس نے نافذ کیا کہ وہ جائز نہیں، نہ شریعت کے حکم کے برابر ہے، نہ ہی بہتر ہے، نہ اس کو شریعت کی طرف منسوب کرتا ہے۔کیوں کہ ہر مسلمان بنیادی طور پر کفر سے پاک ہے،اور اس کا عقیدہ درست ہے، جب تک کہ اس سے ایسا کوئی قول یا عمل ظاہر نہ ہو جائے جو اسے یقینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس شخص کا اسلام یقین سے ثابت ہو جائے تو محض شک کی بنیاد پر اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔[فتاوی ابن تیمیہ جلد ۱۲ صفحہ ۴66۔]

اب دونوں فریقین اہل سنت جماعت کے دونوں علماء کے دلائل کیا ہیں اس پر ہم گفتگو کرتے ہیں اور اسی پر آج زیادہ جھگڑا ہے، اسی صورت پر آج زیادہ جھگڑا ہے، اسی صورت کو میں آج مزید تفصیل سے بیان کرتا ہوں، دونوں علماء کے اقوال کیا ہیں، اور حق بات کیا ہے۔

تشریع عام کے کفر اکبر ہونے کی دلیل:

پہلا گروہ نمبر ایک جو پہلا گروہ، تشریع عام کفر اکبر ہے، اور اس قول کی طرف میں بات کروں گا آج کے جو معاصرین جو ابھی اس زمانے سے گزریں ہیں، اگر میں سب علماء کی بات کروں تو ابھی یہ وقت نہیں، کیوں کہ موضوع بہت لمبا ہے، تو میں پوری بات نہیں کر پاؤں گا، تو جو آج کے دور میں موجود علماء ہیں، اہل سنت والجماعت کے معروف علماء ہیں خاص طور پر سعودی عرب میں یہاں پر میں ان کی بات کرتا ہوں۔اور اس قول کی طرف کہ یہ تشریع عام کفر اکبر ہے، شیخ محمد بن ابراھیم آل شیخ رحمہ اللہ اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ یہ ان کا فتوی ہے ان کی دلیل ① نمبر ایک قرآن اور سنت میں ایسے حکمران کے کفر اکبر ہونے کی کوئی خاص دلیل نہیں ہے، اور ان علماء نے بھی تعلیل بیان کی ہے۔دلیل نہیں۔اس لیے جب شیخ صالح الفوزان نے اپنی کتاب التوحید میں شیخ محمد بن ابراھیم رحمہ اللہ کا قول نقل کیا، اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ قول دیکھیں کتاب التوحید، شیخ محمد بن عبدالوہاب کی نہیں، شیخ صالح الفوزان کی، اس میں دیکھیں انہوں نے جب اس موضوع پر بات کی ہے، اور شیخ محمد بن ابراھیم رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے تو اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی، بلکہ انہوں نے لازم کی بات کی، جو ابھی میں بیان کروں گا۔تو دلیل انہوں نے بیان نہیں کی۔نہ تو شیخ محمد بن ابراھیم رحمہ اللہ نے، دلیل بیان کی۔اور نہ ہی شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ نے دلیل بیان کی۔اور جن عام آیات کا استدلال لوگ کرتے ہیں وہ ان عام آیات میں ابھی آخر میں جو شبھات ہیں غلط فہمیاں ان کا جواب دوں گا میں، شیخ محمد بن ابراھیم رحمہ اللہ اور شیخ صالح الفوزان کی تعلیل

کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ایسا حکمران جو پوری شریعت کے قوانین کو چھوڑ کر اپنے یا کسی اور کے قوانین کو نافذ کرتا ہے اور اپنے ماتحت سب پر عام کر دیتا ہے تو اس سے لازم ہوتا ہے کہ اس نے قوانین کو اللہ کے فیصلے سے افضل اور بہتر سمجھا ہے، اس لیے اس کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ قوانین اللہ کے نازل کردہ فیصلے سے اچھے ہیں، اسی لیے وہ کافر ہے، کفر اکبر۔ یعنی حکمران ہے، اس نے جو فیصلے قوانین نافذ کیے ہیں اور اس نے یہ کیوں کیا؟ اس لیے کیا کہ اس کی لازم بات ہے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے یہ سمجھا ہے یہ عقیدہ رکھا ہے کہ جو اس نے فیصلہ کیا ہے وہ اللہ کے فیصلے سے بہتر اور افضل ہے۔ یہ تعلیل ہے ان کی، یہ وجہ ہے کہ انہوں نے یہ کیوں فرمایا کہ یہ کفر اکبر ہے۔ اب اس کا جواب۔

ان جلیل القدر واجب الاحترام علماء کی یہ تعلیل نظر ثانی کی مستحق ہے، اس پر نظر ثانی کرنا چاہیے، اور جو باتیں انہوں نے بیان کیں ہیں، ان کا جواب میں اس طریقے سے بیان کرتا ہوں نمبر ایک تکفیر کے اہم ضوابط میں سے ایک ضابطہ یہ ہے کہ کافر صرف وہ ہے جس کے کفر پر کوئی دلیل موجود ہو قرآن سے، یا سنت سے، یا اجماع سے اور اس مسئلے میں کوئی دلیل ہے ہی نہیں، ② نمبر دو لازم سے کسی کے کافر ہونے کا استدلال کرنا بھی درست نہیں کیوں کہ لازم کا بھی بعض اوقات ثبوت نہیں ہوتا، یعنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکمران ایسا کرنے کے باوجود بھی ان قوانین کو شریعت کے قوانین سے افضل نہ نہیں سمجھتا ہو۔ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ لازم نہیں ہے کہ اگر کوئی کہنے والا کچھ ایسا کہے جس سے اللہ کی اسماء وصفات کی تعطیل ہو اور انکار مقصود ہو، کہ اس کے عقیدے میں تعطیل اور انکار ہے، بلکہ ایسا شخص اسماء وصفات کو ثابت کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے، لیکن اسے اس لازم کا علم ہی نہیں۔ [فتاوی ابن تیمیہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۶۱۔]

نمبر تین اس لازم کے مسئلے میں شک ہے، کہ اس کا یعنی ایسے حکمران کا یہ عقیدہ ہے کہ نہیں، اور جب شک ہوتا ہے، تو شک کی بنیاد پر دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔ اور شریعت کی حدیں بھی ساقط ہو جاتی ہیں، اور یہ تو تکفیر کا مسئلہ ہے، جو حدود اور تعزیرات سے زیادہ سنگین ہے، اور اس مشہور قاعدے کے بھی خلاف ہے۔ جب احتمال وارد ہوتا ہے، تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ إذا ورد الاحتمال بطل الاستدلال۔

نمبر چار یہ لازم جو ہے مشہور شرعی قاعدے کے خلاف ہے، جس کا اسلام یقین سے ثابت ہو جائے وہ محض شک کی بنیاد پر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ [فتاوی ابن تیمیہ جلد ۱۲ صفحہ 466۔]

نمبر پانچ عقیدہ کا تعلق دل سے ہوتا ہے یعنی کسی شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ اس نے فلاں چیز کو فلاں سے بہتر سمجھا ہے، اس کا تو دل سے تعلق ہے، اور دل کے احوال تو صرف اللہ ہی جانتا ہے، جب تک کہ وہ شخص اپنی زبان سے اقرار نہیں کرتا کہ اس نے غیر اللہ کے فیصلے کو اللہ کے نازل کردہ فیصلے سے افضل سمجھا ہے۔ اس پر کفر اکبر کا فتوی لگانا درست نہیں۔ اور اس مسئلے کی دلیل سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا مشہور قصہ صحیح بخاری مسلم میں جب انہوں نے ایک کافر کو کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا، نبی ﷺ نے سیدنا اسامہ بن

زید رضی اللہ عنہما پر شدید غصے کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تونے اس کا سینہ کھول کر دیکھا تھا کہ اس نے صرف زبان سے کلمہ پڑھا تھا، یہ قصہ مشہور ہے۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۲۶۹-۶۸۷۲-اور صحیح مسلم میں حدیث نمبر ۲۷۳۔

نمبر چھ اس لازم کے طریقے سے ایسے حکمران پر کفر اکبر کا فتوی لگانے سے دوسری لازم بات نکلتی ہے، جس پر کفر اکبر نہ ہونے کا اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، مثلاً اگر کوئی شخص گھر کا سربراہ ہے، اپنے گھر میں شراب خانہ کھول لیتا ہے، نعوذ باللہ، اور اپنے ماتحت گھر والوں کو اس کاروبار کو کرنے پر مجبور کر دیتا ہے، اور یہ شخص کسی کی نصیحت سننے کے لیے تیار نہیں۔ تو ایسے شخص کیا کفر اکبر ہوگا، یا کفر اصغر کا مرتکب ہوگا؟ کفر اصغر کا مرتکب ہے، گناہ کبیرہ ہے، جب ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اور گھر کا سربراہ جو ہوتا ہے، وہ اپنے گھر کے لیے اس حکمران کے برابر ہوتا ہے جو پورے ملک کا حکمران ہوتا ہے، گھر کا سربراہ گھر کا ذمہ دار اور ملک کا سربراہ ملک کا ذمہ دار، تو اس چیز میں دونوں برابر ہیں، جب یہ کافر نہیں ہے، تو وہ کیسے کافر ہو سکتا ہے، اب دیکھیں علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اہل سنت والجماعت، اہل فقہ اور اہل اثر دونوں کا اتفاق ہے، کسی شخص کو اس کا گناہ اسلام سے خارج نہیں کرتا ہے، چاہے کتنا بڑا کیوں نہ ہو۔ تمہید جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۵۔ ظاہر ہے کہ گناہ سے مراد کفر اور شرک اکبر نہیں۔ اس کے علاوہ جو بھی گناہ ہیں، یعنی جو بھی گناہ کرے تو وہ کافر نہیں یعنی شرک بھی کرے کفر بھی کرے یہ مقصد نہیں ہے۔ یعنی جو بھی گناہ کفر اور شرک کے علاوہ ہوں کبیرہ گناہ جو بھی ہوں تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

نمبر سات یہ لازم بات درست نہیں ہے۔ اس لیے العلامہ الفقیہ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا۔ شیخ ابن عثیمین بھی یہی سمجھتے تھے ان کا فتوی بھی ہے کہ تشریع عام کرنے والا حکمران کافر ہے، کفر اکبر۔ لیکن جب انہوں نے تحقیق کی اور دیکھا تو اپنے وفات سے پہلے اس قول سے رجوع کر لیا، اب دونوں قول ملاحظہ فرمائیں۔ نمبر ایک پہلا قول ان کا پہلا قول جو تھا، وہ فرماتے ہیں: کیوں کہ جس نے ایسا قانون نافذ کیا جو اسلامی شریعت کے خلاف ہے تو اس نے صرف اس لیے ایسا کیا کہ اس کا عقیدہ کہ یہ قانون جو اس نے نافذ کیا اسلام سے بہتر ہے، اور لوگوں کے لیے زیادہ فائدے مند ہے، فتاوی ابن عثیمین جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔ بات پھر وہی لازم کی آگئی ہے، جس نے ایسا کیا اس پر لازم ہے کہ اس کا عقیدہ یہی ہے۔

دوسرا قول ملاحظہ فرمائیں، ان کا دوسرا قول جس میں انہوں نے اپنے پہلے قول سے رجوع کیا، وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی حکمران قانون نافذ کرے اور اسے دستور بنادے، جس پر لوگ چلتے رہیں، اور اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اس میں ظالم ہے، یعنی جانتا ہے کہ شریعت کی طرف منسوب بھی نہیں کرتا، برابر بھی نہیں، بہتر بھی نہیں، جتنی میں نے صورتیں بیان کی ہیں، اور اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اس میں ظالم ہے، اور حق اس میں ہے جو قرآن وسنت میں ہے، تو ہم ایسے شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے، کافر تو صرف وہ ہے، جو غیر اللہ کے فیصلے کو بہتر سمجھے، یا اللہ تعالی کے فیصلے کے برابر سمجھے۔ یہ فتوی التحریر فی مسئلۃ التکفیر کیسٹ میں ہے، یہ کیسٹ آج بھی موجود ہے، اور اس فتوی کی تاریخ ۲۲، ۳، ۱۴۲۰ ہجری۔ جیسا کہ اس کیسٹ کے شروع میں بیان کیا گیا ہے، اور کتابی شکل میں بھی یہی فتوی اب مارکیٹ

میں موجود ہے۔ تو یہ تھی جو پہلے دلیل انہوں نے بیان کی ہے کہ ایسا حکمران کافر کفرا کبر ہے، وہ پہلی دلیل تو نہیں تھی لیکن تعلیل تھی اور اس تعلیل کا جواب میں نے بیان کر دیا، سات وجوہات سے یہ جواب جو ہے، یہ تعلیل جو ہے وہ درست نہیں ہے، اگرچہ کہنے والے ہمارے قابل احترام علماء ہیں، لیکن یہاں پر ان کی جو بات ہے، یہ نظر ثانی کی مستحق ہے، اس پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اور جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے جب اس مسئلہ کو دیکھا اور آخر میں وفات سے پہلے اپنے اس فتوی سے رجوع کر لیا۔

اب چند غلط فہمیاں ہیں، جن کو یہ لوگ دلیل کی طور پر بیان کرتے ہیں، ان کے علاوہ جو ابھی میں نے دلائل بیان کیے ہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں ایسا حکمران کافر کفرا کبر ہے، ان کے پاس بھی اور دلائل ہیں، اب ان پر ہم بات کرتے ہیں، دوسری دلیل ان کی ہاں دلیل ہے، ہمارے ہاں غلط فہمی ہے، دلیل بھی میں بیان کرتا ہوں، ازالہ بھی بیان کرتا ہو۔

ان کی دوسری دلیل جس آیت کریمہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے، دوسری دلیل ان کی یہ ہے۔: ﴿...وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝٤٤﴾ (المائدۃ:44) وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت دلیل ہے، جس نے بھی اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا وہ کافر ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس کا جواب: یہ بات درست ہے کہ اس آیت کریمہ کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے، کہ جس نے اللہ کے فیصلے کو چھوڑا وہ کافر ہے، لیکن یہ ظاہر چند وجوہات کی وجہ سے درست نہیں۔

پہلی وجہ اہل سنت والجماعت کے علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت سے ظاہر مراد نہیں ہے، اور اس آیت کے ظاہر سے خوارج اور معتزلہ کفرا کبر کا استدلال کرتے تھے۔ اب علماء کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت کے ظاہر سے وہ لوگ کفر اکبر کی حجت بیان کرتے ہیں جو گناہوں کی وجہ سے کفرا کبر کا فتوی لگاتے ہیں، اور وہ خوارج ہیں، اور اس آیت میں ان کی کوئی حجت نہیں۔ المفہم جلد ۵ صفحہ ۱۱۷۔

نمبر دو حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور اہل بدعہ کی ایک جماعت گمراہ ہوئی خوارج اور معتزلہ میں سے اس باب میں پس انہوں نے ان آثار سے حجت بیان کی کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب کافر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایسی آیت کو حجت بنایا جن سے ظاہر مراد نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿...وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝٤٤﴾ التمہید جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۲۔

نمبر تین امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور حروری یعنی خوارج جن متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں ان میں سے یہ آیت بھی ہے،: ﴿...وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝٤٤﴾ (المائدۃ:44)۔ اور اس آیت کے ساتھ یہ آیت بھی بیان کرتے ہیں: ﴿...ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝١﴾ (الأنعام:1)، پس جب وہ کسی حکمران کو دیکھتے ہیں

کہ وہ بغیر حق کے فیصلہ کرتا ہے کہتے ہیں یہ کافر ہے، اور جس نے کفر کیا اس نے اپنے رب کے ساتھ شریک بنالیا، پس یہ حکمران مشرک ہے، پھر نکلتے ہیں اور وہ کرتے ہیں جو آپ دیکھتے ہیں، کیوں کہ اس آیت کی تاویل کرتے ہیں۔ الشریعہ کتاب ہے، الشریعہ صفحہ ۴۴۔

دوسری وجہ یہ پہلی وجہ تھی ابھی تک دوسری وجہ کہ اس آیت سے ظاہری مراد نہیں ہے، جس نے بھی گناہ کیا یا نافرمانی کی تو اس نے بھی اللہ کے نازل کردہ فیصلے کو چھوڑ دیا۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ سورت مائدہ کی تینوں آیات، ۴۴، ۴۵، اور ۴۷ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں تو لازم ہے معتزلہ پر کہ وہ ہر گناہ گار ظالم اور فاسق شخص کے کفر کی تصریح کریں، کیوں کہ جس نے نافرمانی کی اور معصیت کی تو اس نے اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق فیصلہ نہیں کیا۔ کیوں کہ آیات عام ہیں۔ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ ،من، یعنی کوئی بھی ہو، تو جس نے بھی اللہ کی نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا تو وہ کافر ہے، تو اگر آپ صرف حکمران کو کافر کہتے ہو، تو باقی کافر کیوں نہیں ہے۔ اگرچہ یہاں پر عموم کا لفظ ہے، تخصیص کا لفظ یہاں پر نہیں ہے۔

تیسری وجہ اس آیت کریمہ سے ظاہر مراد نہیں ہے، کہ اگر کوئی حکمران یا کوئی اور شخص صرف ایک یا دو شریعت کے مسائل کے خلاف فیصلہ کرے یا اپنے ماتحت عوام پر صرف دو یا تین مسائل میں شریعت کے قوانین کے خلاف فیصلہ کرے تو بھی کافر کفر اکبر ہوگا۔ کیوں کہ اس آیت کے ظاہر سے یہی مراد ہے۔ کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کو چھوڑ دیا۔ اس کی مقدار معین نہیں۔ کہ ایک فیصلہ ہے یا دو ہیں یا سارے کے سارے شریعت ہے۔ اور ایسے حکمران کے کفر کی نفی تو آپ بھی یعنی وہ گروہ بھی کرتا ہے کرتے ہیں جیسے کہ شیخ محمد بن ابراہیم اور شیخ صالح الفوزان نے بیان کیا۔

چوتھی وجہ کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر مراد نہیں ہے یہ آیت ایسے حکمران کے کفر کی دلیل نہیں بن سکتی کیوں کہ اس آیت میں کفر اکبر کی دلالت پر علماء کا اختلاف ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عطاء اور حضرت طاؤس رحمہما اللہ سے ثابت ہے، کہ وہ اس آیت کریمہ سے کفر دون کفر یعنی کفر اصغر ہی مراد لیا ہے، اور یہ اختلاف ہر دور میں موجود تھا، اور آج کے دور میں بھی موجود ہے، اور قاعدے کے مطابق إذا وجد الاحتمال بطل الاستدلال۔ تو یہ دلیل بھی درست نہیں کہ اس آیت کریمہ سے یہ دلیل لی جائے کہ ایسا حکمران کافر ہے کفر اکبر ہے۔

ان کی تیسری دلیل یا تیسری غلط فہمی بعض علماء نے اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَفَحُكۡمَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ يَبۡغُونَۚ وَمَنۡ أَحۡسَنُ مِنَ ٱللَّهِ حُكۡمٗا لِّقَوۡمٖ يُوقِنُونَ ۝٥٠﴾ (المائدۃ:50)۔ اس کا جواب اس آیت کریمہ میں واضح دلیل اس حکمران کے کافر ہونے پر کہ جو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے دوسرے قوانین کو احسن اور افضل سمجھتا ہو، اور اس مسئلے کو تفضیل کہتے ہیں، اور ایسے حکمران کے کافر ہونے پر، ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن یہ آیت کریمہ ایسے حکمران کے کفر کی دلیل نہیں بن سکتی، جو اللہ

کی شریعت کو چھوڑ کر دوسری قوانین کو نافذ کر جب تک کہ وہ ان قوانین کو اللہ کے قوانین سے بہتر نہ سمجھے اور اس کی تصریح نا کر دے۔

چوتھی دلیل یا چوتھی غلط فہمی بعض علمائے کرام نے اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: 65)۔ میں ان آیات کا ترجمہ بیان نہیں کر رہا، کیوں کہ وقت بہت کم ہے، آیت نمبر سورت نمبر میں نے بیان کر دیا، آپ ترجمہ کے لیے آپ کسی معتبر تفسیر اور ترجمہ کی طرف آپ رجوع کر سکتے ہیں اس دلیل یا اس غلط فہمی کا جواب۔ اس آیت کریمہ سے کفر اکبر کبھی مراد نہیں ہے۔ بلکہ ایمان کامل کی نفی مقصود ہے۔ یعنی ایمان ناقص ہے، اور وجوہات ملاحظہ فرمائی۔

نمبر ایک پہلی وجہ یہ آیت انصاری بدری صحابی پر نازل ہوئی، جن کا سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا، اور نبی رحمت ﷺ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ سنا دیا، تو اس انصاری نے صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اس لیے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ کیا، کیوں کہ وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اور یہ قصہ پورا قصہ آپ دیکھ سکتے ہیں، بخاری، حدیث نمبر ۲۰۵۹، اور حدیث نمبر ۲۳۶۲، اور مسلم حدیث نمبر چھ ہزار پیسنٹھ، تو کیا نعوذ باللہ یہ بدری صحابی کافر ہیں؟، یہ آیت ان صحابی پر نازل ہوئی، دوسری وجہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور یہ وہ آیت ہے جسے خوارج بطور حجت پیش کرتے ہیں حکمرانوں کی تکفیر کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلوں کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں۔ منہاج السنہ جلد ۵ صفحہ ۱۳۱۔ اور اس آیت کریمہ پر شیخ بن باز رحمہ اللہ کی تعلیق ملاحظہ فرمائیں۔ فتاوی بن باز جلد ۶ صفحہ ۲۴۹۔

دلیل نمبر پانچ یا غلطی فہمی نمبر پانچ، بعض علماء نے اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ (النساء: 60)۔ جواب یہ آیت کریمہ کفر اکبر کی دلیل نہیں بن سکتی، وجوہات ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر ایک اس آیت کریمہ سے منافقین مراد ہیں اور ان کے نفاق کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں، نمبر ایک ان کا شروع سے ایمان ہی نہیں، بلکہ محض دعوی تھا، نمبر دو وہ اس لیے منافق ہیں، وہ طاغوت کے فیصلوں پر راضی ہوئے، اور جب کسی چیز میں احتمال ہوتا ہے تو استدلال درست نہیں ہوتا۔ اس آیت کریمہ میں انہوں نے طاغوت کے فیصلے کو بہتر سمجھا ہے، اور اس پر راضی ہوئے اس لیے وہ کافر ہیں۔

علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا یعنی اپنے جھگڑوں میں الی الطاغوت۔ یعنی جن کی وہ تعظیم کرتے ہیں اوان کے اقوال کو صادر کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں پر راضی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو چھوڑ کر، وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ

یعنی اللہ تعالی نے انہیں حکم دیا کہ وہ ہر اس چیز کو جھٹلادیں جو طاغوت لے کر آتا ہے۔اور جس کی طرف وہ فیصلہ کرتے ہیں، پس انہوں نے اللہ تعالی کے حکم جو چھوڑ دیا،اور شیطان کی پیروی کی۔ تفسیر تبری جلد ۵ صفحہ ۹۶۔

دلیل نمبر چھ، یاغلط فہمی نمبر چھ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۴۴۱۵، جس میں یہودیوں کا تورات کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے،اور زانی کو رجم کی سزا چھوڑ کر،اس کا منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کی سزادینا،اوراس قانون کو اپنے ماتحت سب یہودیوں کے لیے لازم کر دینے کا قصہ بیان کیا ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا۔

اس کا جواب: یہ حدیث صحیح اور یہودی بھی کافر کفر اکبر ہیں،اس میں کوئی شک نہیں، لیکن جس مسئلہ میں ہمارا اختلاف ہے، یہ حدیث اس مسئلے کی دلیل نہیں بن سکتی، صحیح ہے، لیکن صریح نہیں ہے،اور ایسا حکمران یہودیوں کی طرح کافر نہیں ہے، جو اپنے طرف سے قانون بناتا ہے،اور اپنے ماتحتوں پر لازم کر دیتا ہے۔ مندرجہ ذیل وجوہات ملاحظہ کریں، نمبر ایک یہودیوں نے اللہ تعالی کے فیصلے کا انکار کیا، جو زانی محصن کے لیے تھا، یعنی شادی شدہ زانی کے لیے جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث نمبر ۴۵۵۶ میں جب نبی کریم ﷺ نے ان سے سوال کیا، کیا رجم تورات میں موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا، تورات میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے، تو اس طریقے سے انہوں نے انکار کیا،اور انکار کرنے والا تو کافر ہی ہے،اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ نمبر دو یہودیوں نے اللہ کے فیصلے کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کے فیصلے کو تبدیل بھی کیا ہے جیسے کہ صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۶۳۵ میں واضح ہے جب نبی اکرم ﷺ نے ان سے سوال کیا، کیا تم لوگ تورات میں رجم پاتے ہو؟ یا رجم جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم ان کو بدنام کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں، یعنی رجم کی بات نہیں کی،اور اسے تبدیل کہتے ہیں، یعنی انہوں نے تورات کے اس فیصلے کو جو اصل میں تھا رجم جو تھا سنگسار کرنا تھا اس کو تبدیل کر کے دوسری سزا بیان کر دی،اور منسوب کیا تورات کی طرف شریعت کی طرف، تو اسے کیا کہتے ہیں تبدیل کہتے ہیں اور یہ صورت کفر اکبر کی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ایسا کرنا کفر اکبر ہے،اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں، لیکن کیا اس حکمران جو تشریع عام لے کر آیا ہے،اس نے ایسا کیا؟ جواب واضح ہے، کہ اس نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ اس نے نہ تو اللہ کے فیصلے کا انکار کیا،اور نہ ہی شریعت کی طرف منسوب کیا اور اس صورت کو استبدال کہتے ہیں،اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، یہ کفر اصغر ثابت ہوا، اور تبدیل اور استبدلال میں فرق واضح ہے، تبدیل کرنے والا نیا قانون شریعت کی طرف منسوب کرتا ہے،اور استبدلال کرنے والا شخص ایسا نہیں کرتا۔ یہ عمل ظلم اور فسق اور معصیت ضرور ہے، لیکن کفر اکبر نہیں، حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں بھی دلیل ہے کہ یہود اپنی تورات پر جھوٹ باندھتے تھے،اور اپنے جھوٹ کو اپنے رب کی طرف منسوب کرتے تھے،اور اپنی کتاب کی طرف منسوب کرتے تھے۔ التمہید جلد ۱۶، صفحہ ۹ تو اس سے ثابت ہوا، کہ دونوں مسائل ایک جیسے نہیں ہیں،اور دونوں پر ایک ہی حکم کفر اکبر کا نافذ کرنا بھی درست نہیں۔

غلط فہمی نمبر سات یا دلیل نمبر سات بعض علماء حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول بطور دلیل پیش کرتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جب تاتاریوں کی قوانین کی کتاب الیاسق پر تبصرہ کیا توان کے کافر ہونے کا اجماع نقل کیا، کہاں پر؟ البدایہ والنہایہ جلد نمبر 14 صفحہ ۱۲۸۔ تو آج حکمرانوں نے تو وہی راستہ اختیار کیا ہے، جو تاتاریوں نے اختیار کیا تھا یہ ان کی طرح قانون نافذ کرتے ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، تو اگر تاتاری کافر ہیں اور اس پر اجماع ہیں تو آج کے حکمران کافر کیوں نہیں؟

جواب: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تاتاریوں کے کفر پر اجماع بیان کیا، وہ درست ہے، اور تاتاری کافر تھے۔ کیوں کہ وہ اپنے ایجاد کردہ قوانین کو حلال سمجھتے تھے، شریعت کے قوانین سے افضل سمجھتے تھے، اور حلال سمجھنا استحلال ہوتا ہے، اور افضل سمجھنا تفضیل ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں صورتیں کفر اکبر کی صورتیں ہیں۔ اور یہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ دونوں صورتیں کفر اکبر کی ہیں۔ وہ حلال سمجھتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں جو تاتاریوں اور حافظ ابن کثیر کے ہم عصر تھے آپ جانتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن کثیر اور تاتاری ایک ہی زمانے میں تھے۔ اب وہ فرماتے ہیں: ، انہوں نے پورے ماحول کو دیکھا اور یہ فرمایا تاتاری دین اسلام کو یہود و نصاری کے دین کی طرح سمجھتے تھے، کہ یہ سب دین اللہ تعالیٰ کی طرف راستے ہیں جیسے امت میں چار مذاہب ہیں یہ ادیان بھی ایسے ہی ہیں، چاروں مذاہب ہیں یعنی کون سے ؟ حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی۔ پھر ان میں سے، کوئی یہودیوں کے دین کو ترجیح دیتا ہے، اور کوئی نصاری کے دین کو ترجیح دیتا ہے، اور کوئی دین اسلام کو فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲۸ صفحہ ۵۲۳۔ ان کے کفر میں کوئی شک ہے، جو، یہود و نصاری کو اور اسلام کو برابر سمجھے۔ اور اللہ کی طرف سب کو منسوب کردے، اگرچہ تورات اور انجیل اللہ کی نازل کردہ کتابیں ہیں لیکن جو آج موجود ہیں وہ تحریف ہو چکی ہیں۔ اور تاتاری اپنے قوانین کو الیاسق جو ہے الیاسق کو شریعت کے قوانین سے بہتر اور افضل سمجھتے تھے، اس کی دلیل کیا ہے؟

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے خود بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں الیاسق ایک کتاب ہے، جس میں احکام کا مجموعہ ہے، جو اس نے مختلف شرائع سے لیا، چنگیز خان نے الیاسق کتاب کو فیصلے کی کتاب بنا دیا، اسی کی طرف فیصلہ کرنا ہے، اب اس کی بات کر رہے ہیں، اپنا علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ، وہ فرماتے ہیں الیاسق ایک کتاب ہے جس میں احکام کا مجموعہ ہے جو چنگیز خان نے مختلف شرائع سے لیا، یہودیت، نصرانیت اور اسلام۔ اور اس میں اکثر احکام چنگیز خان نے صرف اپنے ہوائے نفس کی بنیاد پر رکھے ہیں جو اس کے بعد میں آنے والوں کے لیے متبع شریعت بن گئی جس سے وہ آگے کرتے تھے، اللہ تعالی کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے فیصلوں سے، جس نے ان میں سے ایسا کیا، وہ کافر ہے، اس کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے، حتی کہ وہ اللہ تعالی کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی طرف واپس نا آئے، اور ہر چھوٹے اور بڑے مسئلے میں، تفسیر ابن کثیر، جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۸، سورت المائدہ آیت نمبر ۵۰ کی تفسیر میں۔ یہ بات انہوں نے بیان کی ہے۔

انہوں نے یقدمو نھا کا لفظ استعمال کیا یعنی اسے آگے کرتے ہیں اور آگے کرنا تفضیل ہوتا ہے، اور ایسا کرنے والا تو کافر ہی ہوتا ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آج حکمران بھی تاتاریوں کی طرح اپنے قوانین کو شریعت کے قوانین پر افضیلت دیتے ہیں۔ یا انہیں جائز سمجھتے ہیں یقینی طور پر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا، کہ وہ ایسا کرتے ہیں کیوں کہ یہ باتیں امر ہیں اور دل سے اس کا تعلق ہے، جب تک کہ وہ صراحتاً یہ جواز یا افضیلت بیان نہیں کرتا۔ جیسے کہ تاتاریوں نے بیان کیا تھا۔ تو اس پر کفر اکبر کا فتوی لگانا درست نہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں حکمران نے ایسا کیا، ہم کہتے ہیں: ہم بات کر رہے ہیں سب حکمرانوں کی تشریع عام جس میں سب حکمران شامل ہیں، آپ بات کر رہے ہیں معین شخص کی، معین کی بات الگ ہے، معین پر ایک شخص ہے، اس نے کفریہ عمل کیا، ہم یہ تو کہتے ہیں: جس نے غیر اللہ کو پکارا وہ کافر ہے، وہ مشرک ہے، لیکن ایک شخص ہے، اس نے غیر اللہ کو پکارا، کیا وہ بھی مشرک اور کافر ہے؟ اس پر حجت قائم کی جائے گی، تکفیر معین اور چیز ہے، اور تکفیر عام اور مطلق اور چیز ہے، یہاں پر یہ شخص ہے، جس نے بعینہٖ ایک شخص نے ایک ایسا گناہ کیا ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جو کفر ہے، تو وہاں بات الگ ہے، وہاں تکفیر کی شرطیں اور موانع دیکھے جائیں گے، اس کے بعد پھر حجت قائم کرنے کے بعد اس شخص پر پھر اس پر حکم نافذ کیا جاتا ہے کہ یہ کفر اکبر ہے یا نہیں۔ ہماری بات ہوئی تشریع عام پر، ہر حکمران پر۔ یعنی ہر حکمران جو مسلمان ہے، کافروں کی بات نہیں کر رہے ہیں ہم لوگ۔

دلیل نمبر آٹھ یا غلط فہمی نمبر آٹھ بعض علماء نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایسے حکمران کی مثال ایسی بیان کرتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ یا نبی ﷺ یا قرآن کی تعظیم تو دل سے کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے، یا قرآن مجید کی بے حرمتی کرتا ہے، نعوذ باللہ، تو ایسے شخص کے لیے ضروری نہیں کہ وہ زبان سے تصریح کرے، بلکہ اس کا یہ عمل ہی کافی ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ فرق سمجھ آیا۔ ایک شخص ہے کہتا ہے: قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے، اسے سینہ پر بھی رکھتا ہے، سر پر بھی رکھتا ہے، لیکن بے حرمتی کرتا ہے قرآن مجید کی نعوذ باللہ پاؤں کے نیچے دیتا ہے، تو کیا ایسا شخص جس نے یہ عمل کیا، ضروری ہے کہ وہ زبان سے کہے کہ اس نے کیوں کیا، اس کا عمل کافی ہے کہ وہ کافر ہے۔ یہاں پر رکئے یہ بھی عقیدے کی بات ہے، لیکن اس کا یہ عمل جو ہے یہ کافر ہے کفر اکبر ہے۔ اسی طریقے سے ایک شخص کہتا ہے نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہوں لیکن نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑایا، تو مذاق اڑانے والے کی صورت بھی کفر اکبر کی صورت ہے۔ دین کا مذاق اڑانا بھی یہی ہے۔ تو کیا ایسا کرنا اور یہ حکمران جس نے پوری شریعت کو تبدیل کیا یہ دونوں برابر نہیں ہیں؟ وہاں پر آپ کہتے ہیں دل کا معاملہ ہے۔ تو یہاں پر زبان سے کہنا ضروری ہے تو یہاں پر زبان سے کہنا کیوں ضروری نہیں ہے۔ جواب اس میں کوئی شک نہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے، یا قرآن مجید کی بے حرمتی کرتا ہے وہ کافر ہے، اس پر اجماع ہے، لیکن کیا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہر حکمران پر کفر اکبر کا فتوی لگاتے ہیں۔ جس نے تشریع عام کو نافذ کیا۔ آیئے دیکھتے ہیں۔ اس کی چند وجوہات ہیں۔

وجہ نمبر ایک خود شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور انسان جب بھی حرام چیز کو جس کے حرام ہونے پر اجماع ہوا سے حلال کردے، یا حلال چیز کو جس کے حلال ہونے پر اجماع ہوا سے حرام کردے، یا اس شریعت کو تبدیل کردے جس پر اجماع ہو تو وہ کافر اور مرتد ہے، اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے، فتاوی ابن تیمیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۷۔ آگے فرماتے ہیں اور شرع مبدّل یعنی تبدیل شدہ شریعت وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ پر، اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا جائے یا لوگوں پر جھوٹی شہادتوں کے ذریعہ سے، جھوٹ باندھا جائے اور یہ کھلا ظلم ہے، پس جس نے یہ کہا کہ یہ اللہ کی شریعت میں سے ہے، تو وہ کافر ہے بلا نزاع کے، فتاوی ابن تیمیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۸ تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس حکمران کے کافر ہونے کے قائل ہیں، جو تشریع عام کو اللہ کے دین کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور اسے تبدیل کہتے ہیں، اور یہ پہلے بیان کر چکے ہیں، کہ یہ صورت کفر اکبر کی ہے۔

دوسری وجہ، جن چیزوں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے، یعنی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو گالی دینا نعوذ باللہ، یا قرآن مجید کی بے حرمتی کرنا کہ ایسا شخص کافر کفر اکبر ہے۔ اس پر اجماع ہے، جس نے ایسا عمل کیا اس کے کفر پر اجماع ہے۔ تو اس صورت سے ایسے حکمران کے کافر ہونے پر کیسے مشابہت ہو سکتی ہے، جس کے کفر پر اجماع ہی نہیں بلکہ قوی اختلاف ہے۔ دین کو گالی دینا، یا نعوذ باللہ قرآن مجید کی بے حرمتی کرنا، ان لوگوں کے کافر ہونے پر اجماع ہو چکا ہے، اگرچہ وہ دل کا معاملہ ہے زبان سے کہیں یا نہ کہیں، اجماع ہے۔ لیکن تشریع عام کے معاملے میں قوی اختلاف ہے، علمائے اہل سنت والجماعت میں قوی اختلاف ہے، تو کیا دونوں صورتیں برابر ہیں۔ جس میں اختلاف ہے قوی اور جس میں اجماع ہے، پکا اجماع ہے وہ دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

اسی لیے قرآن مجید میں بھی آپ ذرا غور کریں جب اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کو بیان کیا، تو تین مختلف احکام کے ساتھ بیان کیا، نمبر ایک: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ یہ کفر ہے، پھر فرمایا: ﴿فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ یہ کفر نہیں بلکہ فسق ہے۔ پھر فرمایا: ﴿فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾۔ یہ بھی کفر نہیں بلکہ ظلم ہے، اور اگر آیت کریمہ سے ظاہر بھی لیا جائے تو پہلا کفر اکبر ہوگا اور باقی دو صورتیں کفر اصغر کی ہیں، تو جب یہ دونوں چیزیں مختلف ہیں تو ان کا حکم بھی مختلف ہے، تو اس سے ثابت ہوا شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا اشارہ اس حکمران کی طرف ہے، جس کے کفر پر علماء کا اجماع ہے، اور ان چھ صورتوں میں تشریع عام شامل نہیں ہے۔ پہلے گروہ کے یعنی یہ جو گروہ یہ بات کرتا ہے کہ آٹھ دلائل جو زیادہ مشہور ہیں، عام طور پر جو بیان کرتے ہیں، ایک اور بات جو ہے میں بیان کردوں۔ وہ کہتے ہیں کیوں کہ یہ حکمران جو ہے طاغوت ہیں، اور طاغوت کافر ہے، تو اس لیے یہ حکمران بھی کافر ہے، اس کے جواب میں یاد رکھیں، پہلے طاغوت کو سمجھ لیں طاغوت کا مطلب کیا، اگر ہم نے اس کو سمجھ لیا، تو ہم یہ بات بیان کر سکتے ہیں آسانی سے، لغت میں طاغوت کہتے ہیں حد سے گزر جانے والے کو، إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ (11 الحاقۃ)۔ جب پانی حد سے گزر گیا، تمہیں کشتی یا بوٹ میں سوار کر دیا اور تمہیں نجات دی، اصطلاحاً علماء کے مختلف اقوال

ہیں میں ابھی تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔ جن میں مشہور قول علامہ ابن القیم کا ہے جو ہم نے اصول ثلاثہ میں بیان کیا تھا۔ الطاغوت: كل ماتجاوز به العبد حده من معبود أو متبوع أو مطاع۔ اعلام الموقعین جلد ا صفحہ ۵۰۔ کہ جس کو حد سے گزارا جائے چاہے وہ معبود جس کی عبادت کی جائے، یا متبوع جس کی اتباع کی جائے، یا مطاع ہو جس کی فرمانبرداری کی جائے، ان چیزوں کو اگر حد سے گزارا جائے، تو جو گزارنے والے ہے وہ طاغوت ہے، جس نے جس کو حد سے گزارا ہے اس کو طاغوت بنا دیا ہے۔ تو کیا ایسا حکمران کافر ہے؟ جو طاغوت ہے، کیا ہر طاغوت کافر ہے، طاغوت کسے کہتے ہیں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جس نے بھی غیر اللہ کے فیصلے سے فیصلہ کیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ طاغوت ہے، اللہ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے والا طاغوت ہے، لیکن کیا ہر طاغوت کافر ہے۔ اس پر اب بحث کرتے ہیں۔ تو یہاں پر چند باتیں ہیں، ان کو سمجھنا بہت ضروری ہے، نمبر ا طاغوت جو ہے، وہ کافر بھی ہو سکتا ہے، اور کافر نہیں بھی ہو سکتا۔ اور اگر کافر ہے تو کافر ہونے کے لیے دلیل ہونا بہت ضروری ہے۔ بغیر دلیل کے کفر ثابت نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے جس وجہ سے اس نے فیصلہ کیا، کیوں کیا؟، طاغوت کیوں بنا یہ حکمران؟، جس نے اسے اس طاغوطیت پر امادہ کیا اس کو جاننا ضروری ہے، اگر ہم جان لیں وجہ تو پھر ہم فیصلہ بھی کر سکتے ہیں، کہ یہ طاغوت جو ہے یہ کفر اکبر ہے یا کفر اصغر ہے۔

دوسری وجہ کہ ہر طاغوت کافر کیوں نہیں؟، کیوں کہ طاغوت جو ہے وہ مختلف چیزوں کے لیے استعمال کیا گیا۔ شریعت میں عربی لغت میں مختلف چیزوں کے لیے استعمال کیا گیا۔ جیسا کہ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ دیکھیں فرماتے ہیں: ابن القتیبہ فرماتے ہیں: كل معبود۔ جس کی عبادت کی جائے۔ اللہ کے سوا وہ طاغوت ہے، من حجر، چاہے پتھر ہے، وہ طاغوت ہے، او صورة یا شکل وصورت ہو وہ بھی طاغوت ہے، او شيطان شیطان بھی طاغوت ہے۔ فهو جبت و طاغوت۔ یا پتھر ہو، یا کوئی تصویر ہو یا شیطان ہو جس کی بھی عبادت کی جائے پیروی کی جائے وہ جبت ہے اور طاغوت ہے۔ تو کیا پتھر کافر ہوتا ہے؟ اور یہ بات انہوں نے: نزهة الأعين النواظر، صفحہ نمبر ۴۱۰ میں بیان کی ہے، طاغوت کے باب میں، شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں طاغوت کے بارے میں هو اسم الجنس يدخل فيه طاغوت اسم جنس ہے اس کے اندر شامل ہے الشيطان: شیطان، الوثن: وثن، الكهان: جو کہانت کرتے ہیں۔ الدرهم والدينار وغير ذلك۔ فتاوی ابن تیمیہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۶۵ کہ درہم اور دینار ریال اور روپیہ کافر ہیں۔ ان کو بھی طاغوت کہا گیا ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کا قول میں نے ابھی بیان کیا ہے اور وہ واضح قول ہے طاغوت کسے کہتے ہیں جسے حد سے گزر جائے چاہے وہ معبود ہو، متبوع ہو، یا مطاع ہو اعلام الموقعین جلد ا صفحہ ۵۰، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعلیق کرتے ہیں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کے اس قول پر۔ ومراده من كان راضيا ,أو يقال هو طاغوت باعتبار عابده وتابعه ومطيعه , لأنه تجاوز به حده۔ طاغوت کس اعتبار سے ہے، اس اعتبار سے، جو اس کی عبادت کر رہا ہے، اس نے اس کو معبود بنایا ہے، پتھر تو بری ہے، پتھر ہے، اس کو کسی نے سجدہ کیا تو پتھر کا کیا قصور اس کو کسی نے سجدہ کیا، پتھر نے خود کو طاغوت نہیں بنایا، اس بندے نے جس نے اس کو سجدہ کیا ہے اس نے اس کو طاغوت

بنایاہے۔اس نے جس کی وہ تابع داری کرتے ہیں۔اب اس کو وہ حد سے زیادہ گزار دیں جیسے مشہور بات ہے آپ جانتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں یا غوث مدد،اب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اس سے بری ہیں،لوگوں نے ان کی تابع داری میں حد سے گزار دیااور شرک اکبر کے مرتکب ہوگئے،طاغوت بنادیا،وہ ان سے بری ہیں،انہوں نے نہیں کہا،اب مطاع یاکسی کی فرمانبرداری میں حد سے زیادہ گزر جانا۔تو شیخ ابن عثیمین فرماتے ہیں ابن قیم کی مراد یہ ہے من كان راضياً کہ جو راضی ہو یا یہ بھی کہاجاسکتاہے کہ وہ طاغوت ہے،اپنے عابد کے اعتبار سے،اپنے تابع کے اعتبار سے،جو متبوع ہے،یا جو اس کی فرمانبرداری کرتاہے،اس کے اعتبار سے؟کیوں کہ اس نے حد سے گزر گیا،کیوں کہ اسے جو منزلت اللہ نے دی اس منزلت سے آگے کر دیا،اور حد سے اسے گزار دیا،تو اس کی عبادت،اس معبود کے لیے اور اس کی اتباع اس متبوع کے لیے،اور اس کی فرمانبرداری اس مطاع کے لیے،طغیان ہو جاتی ہے،اسے طغیان کہتے ہیں۔کیوں؟کیوں کہ اس نے اسے حد سے گذار دیا،القول المفید جلد ا صفحہ ۳۰۔

اور علامہ قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں طاغوت کی بات ابھی چل رہی ہے طاغوت کسے کہتے ہیں۔اتركوا كل معبود من دون الله كالشيطان والكاهن والصنم و كل من دعا الي الضلال۔چاہے شیطان ہے،کاہن ہے،صنم پتھر جس کی عبادت کی جائے بت جو ہے،اور ہر وہ شخص جو گمراہی کی طرف بلائے،یہ سارے کے سارے طاغوت ہیں۔اور گمراہی کے طرف بلانے والے سارے کافر ہوتے ہیں کیا۔جو گمراہی کی طرف بلاتے ہیں سارے کافر ہوتے ہیں ہیں؟جی نہیں۔اور یہ بات انہوں نے بیان کی علامہ قرطبیؒ نے قرطبیؒ کی تفسیر میں جلد ۵ صفحہ ۷۵۔اور فیروز آبادی دیکھیں جو مشہور لغت کی کتاب قاموس المحيط میں بیان کرتے ہیں مادہ طغی میں والطاغوت اللات:لات بھی طاغوت ہے،والعزى والكاهن والشيطان و كل رأس الضلال والأصنام و ما عبد من دون الله و مردة أهل الكتاب۔یہ سارے کے سارے طاغوت ہیں۔حوالہ ہے، القاموس المحيط۔

ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔فحدك ان تكون عبد مطيعاً۔تمہاری یہ حد ہے کہ تم عبد ہو مطیع ہو اللہ تعالی کے۔فإذا جاوزت ذلك۔اگر تو اس حد سے گزر گئے اور باہر نکل گئے فقد تعديت،تم نے حد گزاری اور فقد تعديت **وكنت طاغوتًا بهذا الشئ** تم خود طاغوت بن گئے،جس عمل سے تم نے خود کیا،**فقد يكون كافراً و قد يكون دون ذلك**،تو یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے نکلنے والا وہ کافر بھی ہو سکتاہے،اور کافر نہیں بھی ہو سکتا۔شرح الاصول الثلاثہ کی کیسٹ میں دوسری کیسٹ میں دوسری سائیڈ میں یہ بات انہوں نے بیان کی ہے۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ طاغوت جو ہے وہ کفر بھی ہو سکتاہے اور کفر نہیں بھی ہو سکتا۔اور بعض اہل علم نے طاغوت کا لفظ جو ہے بعض گناہ گاروں پر بھی اطلاق کیاہے،عام گناہ کرنے والے۔اور اگر عام گناہ کرنے والا طاغوت ہے،یعنی شرابی طاغوت ہے،شرابی طاغوت ہے کہ نہیں؟۔اللہ کی حد سے گزرا ہے یا نہیں؟،زانی طاغوت ہے کہ نہیں؟،تو یہ سارے طواغیت ہیں،اس اعتبار سے۔تو یہاں پر اچھی طرح یاد رکھیں۔یہ طالب علم کے لیے فائدے مند بات ہے کہ طاغوت جو لفظ ہے وہ اسم فاعل کے لئے بھی استعمال ہوتاہے اور

اسم مفعول کے لیے بھی۔ اسم فاعل یعنی جس نے ایسا عمل کیا جس سے وہ طاغوت بن گیا، خود۔ کہ وہ خود حد سے گزر گیا۔ یہ طاغوت ہے کس اعتبار سے اپنے عمل کے اعتبار سے۔ اور یہ کافر بھی ہو سکتا ہے اور کفر اکبر بھی ہو سکتا ہے، کفر اصغر بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ دوسرا اسم مفعول یعنی اس نے خود ایسا عمل کوئی نہیں کیا، جس سے وہ طاغوت بن جائے، لیکن دوسرے کے عمل سے اسے طاغوت بنا دیا گیا، وہ اس طاغوطیت سے بری ہے۔ کہ لوگ اسے حد سے گزار دیں وہ خود حد سے نہیں گزرا، اور یہ طغیان کفر اکبر بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ جیسا میں نے تفصیل بیان کی ہے۔ تو یہ اب کسی حکمران کو یہ کہنا کہ یہ کافر ہے کیوں کہ یہ طاغوت ہے، یہ مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے، کیا اس کا طغیان جو ہے اس کو کفر اکبر تک لے گیا یا نہیں۔ یہ سوال اپنے آپ سے پوچھیں یہ بہت ضروری ہے۔

نمبر دو اسے طاغوت کیوں کہا گیا۔ کیا اس نے خود ایسا عمل کیا جس سے وہ طاغوت بن گیا یا لوگوں کے عمل سے وہ طاغوت بن گیا۔ کیوں کہ لوگوں نے اسے حد سے زیادہ بڑھا دیا۔ اور اگر اس نے ایسا کیا تو کیا وہ اس پر راضی ہوا یا راضی نہیں ہوا، یعنی لوگوں کو تو اس نے کہا یعنی لوگوں نے اس کو حد سے بڑھا دیا، تو کیا وہ اس پر راضی ہوا کہ نہیں اگر وہ راضی ہوا تو کفر اکبر ہے، اگر راضی نہیں ہوا تو یہ کفر اکبر نہیں ہے، تو یہ تفصیل بھی جاننا بھی ضروری ہے۔ اور آخر میں کیوں کہ یہ تکفیر کا مسئلہ ہے، اور تکفیر کے مسئلے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس لمبی بحث کے بعد، اس لمبی بات کے بعد یہ اچھی طرح جان لیں صحیح بخاری مسلم میں نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا، تو دونوں میں سے ایک پر کفر ضرور واقع ہوا، تو یا تو جس کو کہا گیا وہ کافر ہے، اگر ایسا نہیں، تو جس نے کہا وہ کافر ہو گیا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۱۰۴، اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۱۳ اور یہ لفظ جو میں نے بیان کیے یہ مسلم کے لفظ ہیں۔ تو اس طریقے سے یہ بات واضح ہوئی، کہ ہر حکمران جو ہے وہ اگر طاغوت بھی مانا جائے لیکن کافر کفر اکبر نہیں۔ کفر اکبر کے معاملے میں احتیاط کرنی چاہیے اور آپ سب جانتے ہیں کہ آج کے دور میں مسلمان کس قدر دین سے دور ہیں، دین سے دور ہیں لوگ۔ محبت ضرور ہے، تڑپ ہے، مگر دین سے دور ہیں، اور لوگ علم کے لیے پیاسے ہیں، حق بات ہے، یعنی دین کی طرف آنا چاہتے ہیں لیکن ان کو کوئی راستہ واضح نظر نہیں آتا۔ دنیا نے انہیں ہتھکڑیاں لگائی ہوئی ہیں، اور اگر وہ دین کو سمجھنا بھی چاہتے ہیں تو وہ معتبر کن کو سمجھتے ہیں یہ داڑھی والے لوگ، یہ پگڑی والے ان کی طرف جاتے ہیں۔ اور اگر ان کا تعلق خاص طور پر اہل سنت والجماعت سے ہو، جو اچھے راستے پر ہیں جن کا عقیدہ بھی درست ہے، لیکن وہ لوگوں کو اس طریقے کے فتوے دیں کہ ایسا حکمران کافر ہے، کفر اکبر ہے، امت میں انتشار پیدا ہوتا ہے، اور یاد رکھیں اس انتشار کی وجہ سے آج امت میں جو فتنہ اتنا زیادہ پھیل چکا ہے، فتنہ التکفیر والتفجیر، خودکش حملے کہاں سے آئے ہیں؟، خودکش حملے کی سوچ کیا ہے؟، آخر یہ لوگ کیسے اپنی جانیں ایسے دے دیتے ہیں؟ کیا مسلمان کی جان اتنا سستی ہے کیا؟ اور اس فتنے میں ملوث جو لوگ بھی ہیں، اکثر وہ ان کے نزدیک حکمران کافر ہے، کفر اکبر ہے۔ اس لیے اس کافر حکمران کو اتارنے میں یا اس کو قتل کرنے میں یا کوئی بھی ایسا حربہ ہو جس سے اس حکمران سے چھٹکارا مل جائے اس کو اپناتے ہیں، اور آہستہ آہستہ اس امت کے

نوجوان کا طبقہ خاص طور پر اس بڑے سنگین جرم میں غرق ہوتے جاتے ہیں، اور آہستہ آہستہ امت میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ تو میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب فتنوں سے نجات عطا فرمائے، اور ہماری امت کو اس فتنے کے شر سے محفوظ فرمائے، شرک بدعات خرفات سے اس امت کو پاک کر دے، اور ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو شریعت کے احکام نافذ کرنے کے توفیق عطا فرمائے، اور ہم سب کو حق کی سمجھ عطا فرمائے، اور اس پر چلنے کی آسانی پیدا کر دے ۔ آمین۔

اللهم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه.

وآخر دعوانا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِين.

وصلى الله على نبينا وبارك على محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس: اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنا سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔